لذھب القرآن (اگر تعلیم پر اجرت کو جائز نہ کیا جائے تو قرآن مجید بھلا دیا جائے گا)

اس کے بعد اب اس روایت کو لیجیے جس میں تعلیم قرآن کے عوض میں ایک کمان تک لینے پر شدید وعید وارد ہے (مشکوٰۃ، کتاب الاجارہ میں بلاشبہہ یہ حدیث اسی طرح نقل کی گئی ہے کہ حضرت عبادہؓ بن صامت کو تعلیم قرآن کے بدلے میں ایک کمان پیش کی گئی تو اس پر بھی آنحضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے تو اسے قبول کر لو۔ لیکن یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ سے لی گئی ہے اور وہاں کچھ مزید تفصیل ہے جو مشکوٰۃ میں نقل کرتے وقت چھوٹ گئی ہے۔ ابوداؤد، ابواب الاجارہ میں حضرت عبادہؓ کے الفاظ یہ ہیں، علمت ناسا من اھل الصفۃ القرآن (میں اہل صُفّہ کو قرآن پڑھاتا تھا)۔ بعینہٖ یہی الفاظ سنن ابن ماجہ کتاب التجارات میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی سخت وعید اصحابِ صفہ سے متعلق تھی اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کا یہ گروہ ایسا تھا جو بالکل بے در بے گھر تھا اور آسمان کی چھت کے نیچے ایک چبوترے پر ان کے شب و روز بسر ہوتے تھے۔ ان کی تعلیم کے لیے بیت المال یا اغنیاء کی طرف سے معاوضہ کی بات دوسری ہے لیکن معلم کے لیے یہ جائز نہ تھا کہ جو لوگ خدمت دین کے لیے ہمہ وقت ہمہ تن آمادہ رہتے تھے اور اپنے پاس کوئی مال و متاع نہ رکھتے تھے ان سے کوئی معاوضہ لیا جائے۔ جن صاحب نے کمان دی تھی ممکن ہے کہ ان کا واحد اثاثہ یہی ہو جس سے وہ جہاد فی سبیل اللہ یا غذائی جانور کے شکار کا کام لیتے ہوں تو اس سے محروم کر دینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر امام سیوطی اور بعض دوسرے محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس روایت کی سند میں ضعف ہے اس لیے وہ حدیث صحیحین کے مقابلے میں مرجوح یا منسوخ مانی جائے گی۔ بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت عبادہؓ نے ابتداءً یہ کام محض للہ یا احتساب کی نیت سے اپنے ذمے لے لیا تھا، اس لیے اس پر اجر لینا جائز نہ تھا۔ صاحب عون المعبود شرح ابوداؤد نے یہی توجیہہ بھی کی ہے جو میں نے اوپر درج کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اھل الصفۃ قوم الفقراء کانوا یعیشون بصدقۃ الناس فاخذ المال منھم مکروہ۔ (اہل صفہ فقراء کی جماعت تھی جو لوگوں کے صدقات پر اوقات بسر کرتی تھی، پس ان سے مال لینا ناجائز تھا)۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ جو حضرات تعلیمِ قرآن یا کوئی دوسری دینی خدمت انجام دیتے ہیں اور اس میں اپنا وقت اور دماغ صرف کرتے ہیں اگر وہ غنی ہیں اور تقویٰ و احتساب کے طور پر کوئی مالی یا مادی اجر نہیں چاہتے تو یہ بڑی عزیمت کی بات ہے جس پر ان شاء اللہ آخرت میں بے حد و حساب اجر ملے گا۔ لیکن جو لوگ فراخ دست نہیں اگر حکومت یا عام معاشرہ ان کی کفالت کا انتظام کرے یا دینی استفادہ کرنے والے لوگ یا ان کے اولیاء خود دا نہیں کوئی معین یا غیر معین معاوضہ دیں تو اس کا لینا اور دینا شرعاً حدِّ جواز میں آتا ہے۔ اس پر علمائے اُمت کا قریب قریب اجماع و اتفاق ہے۔